سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اٹھائیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 23/اکتوبر 2020ء بمطابق 5 ربیع الاوّل 1442 ہجری، بروز جمعۃ المبارک۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	وقفہ سوالات۔	4
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	9
4	رخصت کی درخواستیں۔	17
5	تحریک التوا نمبر 1 منجانب جناب نصراللہ خان زیرے۔	20
6	غیر سرکاری قرارداد:	
	قرارداد نمبر 87 منجانب ملک سکندر خان ایڈووکیٹ۔	20

جلد 28　　☆☆☆　　شمارہ 2

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23/اکتوبر 2020ء بمطابق 5 ربیع الاوّل 1442ہجری، بروزجمعۃ **المبارک** بوقت شام 5بجکر35منٹ پر زیرِصدارت میرعبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلاً ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلاً ؕ ۱۵
فَعَصٰى فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِيۡلاً ۱۶ فَكَيۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ كَفَرۡتُمۡ يَوۡمًا
يَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِيۡبَا ۖ ۱۷ السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعۡدُهٗ مَفۡعُوۡلاً ۱۸
اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلاً ۱۹

﴿پارہ نمبر ۲۹ سورۃ المُزمّل آیات نمبر ۱۵ تا ۱۹﴾

ترجمہ: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔ ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسُول بتلانے والا تمہاری باتوں کا ۔ جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسُول ۔ پھرکہا نہ مانا فرعون نے رسُول کا پھر پکڑی ہم نے اس کو وبال کی پکڑ ۔ پھر کیونکر بچو گے اگر منکر ہوگئے اُس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ۔ آسمان پھٹ جائیگا اُس دن میں اُس کا وعدہ ہونے والا ہے ۔ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راہ ۔ صَدَقَ اللہُ الۡعَظِیۡم ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات۔ جناب نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 155 دریافت فرمائیں۔

نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ Question No.155۔

☆155 جناب نصر اللہ خان زیرے رُکن اسمبلی نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 25 مارچ/ 2019

کیا وزیر کھیل ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 5/ اگست 2019 کو مؤخر شدہ

مالی سال 18-2017 اور 19-2018ء کے دوران ایسوسی ایشنز، تنظیموں اور کلبوں کو کن کن مقاصد کیلئے کل کسقدر فنڈ زفراہم/ جاری کی گئی۔ ان کے نام، فراہم کردہ فنڈ ز/ رقم کی تفصیل دی جائے۔

وزیر محکمہ کھیل

مالی سال 18-2017ء اور 19-2018ء کے دوران ایسوسی ایشنز، تنظیموں اور کلبوں کو جن مقاصد کیلئے جس قدر فنڈ زفراہم/ جاری کیے گئے ہیں ان کے نام، فراہم کردہ فنڈ ز/ رقم کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے، کوئی سپلیمنٹری۔

نصر اللہ خان زیرے: یہ پہلے بھی سوال آیا تھا بس ٹھیک ہے thank you آپ کو زیادہ تنگ نہیں کرونگا۔

جناب اسپیکر: اچھا نصر اللہ زیرے صاحب! سوال نمبر 293 دریافت فرمائیں اور جواب آج موصول ہوا ہے آپ کے ٹیبل پر رکھا ہے۔

نصر اللہ خان زیرے: جی Question No.293۔

293 جناب نصر اللہ خان زیرے رُکن اسمبلی۔ نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8/ اگست 2020

کیا وزیر کھیل ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ کھیل میں اگست 2018ء تا حال تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل/ ڈومسائل کی ضلع وار تفصیل دی جائے نیز یہ اسامیاں جن جن اخبارات میں مشتہر کی گئی کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر محکمہ کھیل

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: جواب آپ کے ٹیبل پر آج رکھا ہے اگر آپ مطمئن ہیں۔

نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے اُنہوں نے کہا ہے کہ محکمہ کھیل میں اگست 2018ء تا تا حال کوئی بھی ملازم تعینات نہیں کیا گیا ہے اور نہ کوئی آسامیاں اخبارات میں مشتہر کی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی آپ مطمئن ہیں؟۔

نصراللہ خان زیرے: جی ok۔

جناب اسپیکر : جی وزیر صاحب! بڑے زور ہیں بھئی۔ میر زابد ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 224 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: Question Bo.224 sir۔

☆224 <u>میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی</u>۔ **<u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 9/اکتوبر 2019ء</u>۔**

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع واشک میں کھیلوں کو فروغ دینے کیلئے مال سال 2019.20ء کے بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے نیز مختص کردہ رقم جن جن منصوبوں پر خرچ کی جارہی ہے کی تفصیل بھی دی جائے۔

<u>وزیر کھیل</u>

جی ہاں یہ دوست ہے کہ مالی سال 2019-2020 میں ضلع واشک کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) ضلع واشک میں کھیلوں کو فروغ دینے کے لئے سال 2019-2020 میں حکومت بلوچستان ہر ضلع میں سپورٹس کمپلیکس تعمیر کروارہی ہے۔ جس کے لئے کل رقم 257.00 ملین مختص کی گئی ہے اور ایک فٹ بال گراؤنڈ تعمیر کیا جارہا ہے جس کے لئے کل رقم 25.00 ملین مختص کی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے جی کوئی سپلیمنٹری۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب میرے تین questions ہیں۔

جناب اسپیکر: تین سپلیمنٹری ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: نہیں تین تو ہیں۔

میر زابد علی ریکی: تین ہیں۔ میں مختصر کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: یہ تین کو ایک ساتھ نہیں کرنا ہیں اس کا کوئی سپلیمنٹری ہے۔

میر زابد علی ریکی۔ اس کا نہیں ہے sir۔

جناب اسپیکر: اس کا نہیں ہے۔ میر زابد ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 225 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: سوال نمبر 225۔

☆225 میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی نوٹس موصول ہونے کی تاریخ۔ 9/اکتوبر/ 2019

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 17/دسمبر 2019 کو موخر شدہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2020-2019 کے بجٹ میں ضلع واشک میں فٹ بال اور کرکٹ گراونڈ کی تعمیر کیلئے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے تفصیل دی جائے۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع میں فٹ بال اور کرکٹ گراونڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر کھیل

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ مالی سال 2020-2019 کے بجٹ میں ضلع واشک میں فٹبال اور کرکٹ گراؤنڈ کی تعمیر کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) سال 2020-2019 میں ضلع واشک کے لئے ایک اسپورٹس کمپلیکس کی تعمیر کے لئے رقم مختص کی گئی ہے جس میں فٹبال ،کرکٹ اور باقی 24 مختلف کھیلوں کی سہولیات موجود ہونگی ۔ اس کے لئے کل رقم 257.00 ملین روپے رکھی گئی ہے۔ اس اسکیم کا پروجیکٹ ڈائریکٹر ڈویژنل کمشنر ہے اس کے علاوہ ایک عدد فٹ بال گراؤنڈ کی تعمیر بھی جاری ہے۔ جسکی کل مالیت 25.00 ملین ہے۔

جناب اسپیکر: جواب آپ کے ٹیبل پر ہے کوئی سپلیمنٹری۔

میر زابد علی ریکی: نہیں sir۔

جناب اسپیکر: نہیں ہے۔ میر زابد علی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 226 دریافت فرمائیں۔

226 میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی نوٹس موصول ہونے کی تاریخ۔ 9/اکتوبر 2019

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 17/دسمبر 2019 کو موخر شدہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 20-2019 کے بجٹ میں ضلع واشک کے لئے اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔

(ب) اگر جز والف کا جواب اثبات میں ہے تو کل کتنی آسامیاں تخلیق کی گئی ہیں ان کے نام اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز ان اسامیوں پر تعیناتیوں کا عمل کب تک مکمل کیا جائیگا۔ تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر کھیل

(الف) جی نہیں یہ درست نہیں ہے کہ مالی سال 2020-2019 میں ضلع واشک کے لئے اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر: اس میں کوئی سپلیمنٹری ہے؟۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں جناب اسپیکر صاحب یہ جو میرے ڈسٹرکٹ کی وہاں آسامیاں خالی ہیں 2018ء سے لیکر یہ 2020ء تک میں جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب سے request کرنا چاہتا ہوں کہ تین سال سے یہ پوسٹیں خالی ہیں بار حال اس کو پُر کریں بے روزگاری پہلے سے بھی بہت ہے کم از کم واشک کی اگر سو پوسٹیں ہیں دوسو ہیں وہ اناؤنس بھی کریں جلد از جلد اس پر آرڈرز بھی کریں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

عبدالخالق ہزارہ (وزیر محکمہ کھیل وثقافت): اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجیم ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے کتنی پوسٹیں ہیں انشاءاللہ وتعالی بہت جلد اناؤنس ہو جائیں گے اس کا جو پراپر طریقہ ہوگا اسے اپنایا جائیگا۔ فی الحال آپ کا سوال 20-2019ء کے حوالے سے ہے۔ 20-2019ء میں جو ہے جواب دیا ہوا ہے کہ کوئی پوسٹ نہیں ہے لیکن اس سے پہلی کی پوسٹیں ہیں واقعتاً جو ہیں وہ ابھی ہم پبلش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! سپلیمنٹری چھوڑتے نہیں لیکن آج پتہ نہیں ہے۔

میر زابد علی ریکی: سردار صاحب جو کہتے ہیں جناب اس طرح میں کیا کروں کدھر گئے سردار صاحب، بھاگ کر چلے گئے ہیں کہتے ہیں۔۔۔(مداخلت)۔

وزیر محکمہ کھیل وثقافت: جواب تسلی بخش ہے ناں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے یہاں پر خدانخواستہ سب معزز ممبران بیٹھے ہیں پوسٹ سر ہو جاتے ہیں۔ سر میرٹ کے مطابق ہم نہیں کر رہے ہیں خدانخواستہ ان پوسٹوں پر کوئی آدمی سودا بازی کرے یہ پوسٹ مظلوم علاقے کے جو بندے ہیں ان کا حق ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کریں گے اس کو۔

میر زابد علی ریکی: جی میں یہی کہہ رہا ہوں سر میں عبدالخالق صاحب کا مشکور ہوں جناب اسپیکر

صاحب! جو سردار عبدالرحمٰن نے بات کی سر اس کو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you ویسے اس کا کام ہی یہی ہے۔

میر زابد علی ریکی: اس کا کام یہی ہے thank you ,Sir۔

جناب اسپیکر: کام یہی ہے thank you۔ میر یونس زہری صاحب اپنا سوال نمبر 355 دریافت فرمائیں۔ ڈیفر تو نہیں ہوگا جواب آ گیا ہے منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔ دیکھو! جب منسٹر موجود نہیں تھے تو اُس دن بھی ہم نے سخت رویہ اختیار کیا تھا اور اپوزیشن بھی اپنے questions کے ٹائم پر موجود ہو کس نے بچا لیا نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ 355 کا جواب آ گیا ہے نمٹا دیا جاتا ہے۔ جناب ثناء بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 207 وہ بھی نہیں ہیں اُس کو نمٹا دیا جاتا ہے۔ جناب نصر اللہ زیرے بھی نہیں ہیں اچھا ہیں نصر اللہ زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 287 دریافت فرمائیں۔

نصر اللہ خان زیرے۔ question-no -287۔

☆287 جناب نصر اللہ خان زیرے، رُکن اسمبلی **نوٹس موصول ہونے کی تاریخ۔5.3.2020**

کیا وزیر خزانہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ **12/اگست 2020 کو مؤخر شدہ**

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ کا ذیلی ادارہ لوکل آڈٹ فنڈ گزشتہ دس سالوں سے غیر فعال ہے جبکہ دیگر صوبوں میں مذکورہ ذیلی ادارہ فعال ہے اور احتسابی عمل میں ایک موثر کردار بھی ادا کر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ذیلی ادارہ کن وجوہات کی بنا تا حال غیر فعال ہے نیز مذکورہ احتسابی ادارہ کی بحالی کے حوالے سے حکومت کی جانب سے اُٹھائے جانے والے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر خزانہ

(الف) جی ہاں محکمہ لوکل آڈٹ فنڈ کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اپنے حکم نامہ مورخہ 02 مارچ 2009 کے تحت اپنے تفویض شُدہ اختیارات کے تحت آڈٹ فنکشن کرنے سے روک دیا تھا۔ باقی صوبوں سے رابطہ کر کے معلومات لی جائینگی کہ وہاں لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کس حیثیت میں کام کر رہا ہے تاہم پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ اور سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کو لوکل کونسلرز کے Pre-Audit کے اختیارات حاصل ہیں۔

(ب) محکمہ لوکل آڈٹ فنڈ کا قیام 1972 میں لایا گیا تھا اور انھیں اختیارات تفویض کئے گئے تھے کہ یہ بلدیاتی

اداروں اور دیگر خود مختار اداروں جو حکومت بلوچستان سے گرانٹ لیتے ہیں ان کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال آڈٹ کریں تاہم آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے اعلامیہ کے ذریعے 02 مارچ 2009 کو لوکل آڈٹ فنڈ کو کام کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ محکمہ خزانہ کے ماتحت دفاتر کو پری آڈٹ فنکشن کی حوالگی میں مانع امور ورولز کی معلومات سے متعلقہ آڈیٹر جنرل، اکاؤنٹینٹ جنرل اور کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس کو مراسلہ جات ارسال کیے گئے ہیں جنکا جواب موصول ہونا باقی ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی سپلیمنٹری۔

نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں نے سوال میں پوچھا ہے کہ جو لوکل آڈٹ ہے لوکل گورنمنٹ کے کونسلرز کے اُس کے لئے لوکل آڈٹ فنڈ ایک ادارہ ہے جو 1972ء میں قائم ہوا تھا۔ اب یہ آڈٹ جو فنڈ ہے جو وہ یہ ادارہ ہے 02 مارچ 2009ء کو اسے کام سے روک دیا گیا ہے حالانکہ پنجاب میں ہے سندھ میں ہے اور اس سے یہ ہوگا کہ burden بھی کم ہوگا باقی اداروں پر جو کام زیادہ ہے اگر اس ادارے سے کام لیا جائے باقاعدہ سٹاف ہے، لوگ ہیں۔ تو مجھے بتایا جائے منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اس کو روکا ہے، ہم اس کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ گذشتہ گیارہ سالوں سے اس کے اختیارات منجمد کئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے منسٹر صاحب باخبر ہیں یا ابھی تک نہیں ہیں؟۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): جناب اسپیکر! جو معزز رکن نے سوال پوچھا ہے اس کا یہاں پر تفصیلاً جواب دیدیا گیا ہے۔ آڈیٹر جنرل کو لیٹر لکھ دیا ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے۔ اور ان کی کوتاہی کی وجہ سے ابھی تک جو ہے کوئی ان کا جواب نہیں آیا ہے لیکن دوبارہ ان کو reminder دیدیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

نصر اللہ خان زیرے: ok جناب اسپیکر۔ اگر منسٹر صاحب نے فلور پر وعدہ کر لیا کہ اس کو ہم دیکھ لینگے اور میری گزارش ہوگی کہ اس ادارے کو آپ active کرادیں تاکہ آسانی رہے۔ دیگر جو ہمارے ادارے ہیں لوکل کونسل کے چاہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل ہیں چاہے یونین کونسل ہیں میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے یا میونسپل کارپوریشن ہیں ان کی آڈٹ وغیرہ یہ ان سے آپ کام لے لیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ شکریہ منسٹر صاحب۔ توجہ دلاؤ نوٹسز۔ جناب نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر thank you۔ میں وزیر تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے مختلف یونیورسٹیوں میں صوبہ بلوچستان کے زیر تعلیم طلباء کی نشستیں ختم کی جارہی ہیں اور ساتھ ہی ان کے اسکالرشپ پروگرامز بھی بند کئے جارہے ہیں۔ بہ ایں وجہ پنجاب کے یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلباء نے لانگ مارچ بھی شروع کیا ہے۔حکومت نے اس بابت جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟۔

جناب اسپیکر! اگر مجھے کچھ بولنے دیں پھر منسٹر صاحب جواب دینگے۔ ایسا ہے کہ پنجاب کے مختلف یونیورسٹیوں میں وہاں ماضی کی جو حکومت تھی انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں پنجاب کے بالخصوص پھر ملتان کی بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی میں وہاں ہماری سیٹیں تھیں اور وہ ایک اسکالرشپ پروگرام کے تحت وہاں جارہے تھے اب وہاں کی حکومت نے پنجاب یونیورسٹیز اور بالخصوص بہاؤالدین ذکریا یورسٹی ملتان کے وائس چانسلر صاحب نے ہماری ان سیٹوں کو ایک لحاظ سے ختم کیا ہے ان کے پروگرام کو ختم کیا ہے اور جو وہاں اسٹوڈنٹس پڑھ رہے ہیں اس کا جو اسکالرشپ دیا جارہا تھا وہ بھی بند کیا اس سلسلے میں آپ نے دیکھا کہ ایک لانگ مارچ ملتان سے ڈیرہ غازی خان، لورالائی، کوئٹہ آیا۔ ایک ابھی ملتان سے لاہور پہنچا ہے اور وہ لاہور سے اسلام آباد جارہا ہے۔ اب ہمارے جو سٹوڈنٹس بیچارے وہ پڑھیں یا پھر وہ سڑکوں پر جو ہے نہ چلتے نظر آئیں تو یہ بڑی الارمینگ پوزیشن ہے وہاں پر ہمارے ایم ایس کے بی ایس کے سٹوڈنٹس ہیں بیچارے پندرہ روز سے وہ پیدل چل رہے ہیں۔ ابھی ملتان سے کوئٹہ آنا پیدل، ملتان سے لاہور، اسلام آباد پیدل جانا، ہائی ویز پرایکسیڈنٹ کا خطرہ ہے۔ گرمی بھی ہے سردی بھی ہے رات کا ٹائم ہے ان کے کھانے کا بندوبست نہیں ہے ابھی وہاں اُن پر حملہ بھی ہوا تھا۔ تو میں گزارش کرونگا حکومت سے کہ وہ اس حوالے سے سنجیدہ اقدامات اٹھائیں ان کی اسکالرشپ بحال کریں ان کے سیٹوں کو جو کم کیئے گئے ہیں وہ دوبارہ بحال کریں پنجاب کے گورنر سے اُن ملاقات کی جائے پنجاب کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی جائے جب ہم اس فیڈریشن کا حصہ ہیں، جب ہم اس ملک کے رہنے والے ہیں۔ تو ہمیں حق ہے کہ کم از کم ہماری پسماندگی کو دیکھیں کہ ہمارے بچے وہاں سکون سے تعلیم حاصل کرسکیں۔

جناب اسپیکر: جی میرے خیال میں اس سلسلے میں منسٹر صاحب بتادینگے لیکن منسٹر صاحب نے بھی بات کی ہے گورنر سے وہ یہاں پر اسمبلی میں آئے تھے گورنر پنجاب اور اس سلسلے میں بات ہوئی تو انہوں نے یقین دہانی کرادی کہ اس سال تو ویسے بھی وہ کرلینگے اگلے سال میں وہ پلاننگ بتادیں گے منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں۔ جی منسٹر ایجوکیشن صاحب۔

سردار یار محمد رند (وزیر محکمہ تعلیم)۔ اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم، ۔بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔مسٹر اسپیکر! میرے قابل عزت رکن صوبائی اسمبلی سر جیسے کہ آپ کو پہلے میں اس دن گورنر صاحب تشریف لائے تھے اور اُس ڈنر میں آپ بھی تشریف فرما تھے ہم نے تفصیلی ان سے گفتگو کی تھی اور ان سے ہم نے commitment لی تھی کہ ہمارے جو بچے ہیں ان کا پورا ایک سال ضائع ہوجائیگا تو انہوں نے ہم سے commitment کی تھی کہ اس سال تو ہم ہرصورت میں انشاءاللہ کرینگے اگلے سال کے لئے ہم کوئی ایسا سسٹم گورنمنٹ آف بلوچستان کے ساتھ بیٹھ کے طے کرینگے تاکہ ان کے جو بچے ہیں جن کے ایڈمیشنز ہوچکے ہیں ان کا future میں تعلیمی سال ضائع نہ ہو اور اس کے علاوہ بھی ہم نے، اب آپ نے جو بات کی تو میں آپ کو یہ بتا تا چلوں یہ آپ کی یونیورسٹی جو ہے ذکریا یونیورسٹی ملتان، وہ ہمیں اسکالرشپ دیتی تھی۔اور بھی کچھ دیتے ہیں جس کا میں آپ کو تھوڑا سا figures بھی بتادوں۔ پنجاب صوبے میں ہماری جو اسکالرشپ تھی وہ سات سوستر کے قریب ہے۔انجینئرنگ کی سیٹس ہیں 96۔ ایف ایس سی کی 49۔ بی ایس کی، ایم ایس، سی کی ایس کے لئے چھ سو دس ٹوٹل سات سو ستر۔ ان سیٹوں کا ایک پروسیجر اس سال کا بھی چل رہا ہے وہ ایک ٹیسٹنگ ایجنسی کے تھرو ہم کرتے ہیں اور سو پرسنٹ میرٹ پر کرتے ہیں۔اور مجھے یقین ہے کہ اس سال جو ہم کرینگے وہ سو فیصد میرٹ کے اوپر ہی کرینگے۔ جو طلباء یہ ملتان کی جو BZU یونیورسٹی ہے، دھرنے پر تھے انکے مطالبات حل کرنے کے دھرنا ختم کردیا گیا ہے۔ان کے مطالبات جن میں نئی اینڈکشن 2020ء کے لئے اسکالرشپ کی مد میں رقم کا مختص کرنا شامل تھا اس سلسلے میں نئی intake، بی ایس، ایم اے سی برائے سال 2020ء بہاوالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے طلباء کے لئے اسکالرشپ کی مد میں محکمہ تعلیم کالجز کی سفارش پر دو کروڑ روپے ریلیز کئے گئے ہیں اور وہ ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں اس سلسلے میں BZU ملتان سے فی طلباء اخراجات سال 2021ء طلب کئے گئے ہیں تاکہ ہمیں علم ہو کہ ٹوٹل کتنے ہم نے پیسے پیمنٹ کرنے ہیں۔اور اس رقم کا جیسے ہمیں وہاں inform کریں گے یونیورسٹی، اسکالرشپ کی مد میں بلوچستان کے طلباء جو 2013ء میں مالی معاونت کرتی آرہی تھی جو اچھا! یہ ہم آپ کو بتادیں کہ یہ کورونا کی وجہ سے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی خود بہت بڑے مالی crisis سے گزر رہی ہے۔ جس کا ذکر اُس دن ڈِنر پر گورنر پنجاب صاحب نے بھی کیا۔اور یہ آٹھ مہینوں سے کیونکہ ان کے سٹوڈنٹس نہیں ہیں ان کو پیمنٹ نہیں ہورہی ہے۔اُس کی بہت بڑی ہم پر مہربانی ہے بلوچستان کے لوگوں پر ذکریا یونیورسٹی کی، ملتان کی طرف سے، تو جیسے ہی وہ ہمیں بتائینگے ہم ان کی پیمنٹس کردینگے۔تو انشاءاللہ یہ مسئلہ حل ہوجائیگا۔ اس تناظر میں محکمہ تعلیم colleges نے ایک summary تیار کرکے وزیراعلیٰ بلوچستان ارسال

کی ہے جس میں یہ سفارش کی گئی ہے۔ کہ ہمارے پاس Sir اس سے پہلے 25 کروڑ روپے تھے تعلیم کے پاس department کے۔ وہ ہم بینک میں رکھتے تھے اس سے جو interest آتا تھا وہ ہم اپنے students کو دیتے تھے۔ مگر ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ آیا کہ یہ رقم بجائے اس کے کہ آپ لیں اور آپ فیصلہ کریں ایک ہمارے پاس یہاں پر ایک department تو نہیں ہے ایک ادارہ ہے اس کو BEEF کہتے ہیں وہ ہم نے رقم 25 کروڑ ان کو دے دی ہے۔ اس کے profit money کے مختص شدہ سیٹوں کی scholarship مختص کی جائیں۔ اور ہم انکو یہ کہہ رہے ہیں کہ جو پ profit ہمارا آپ لیتے ہیں وہاں سے۔ وہ ہمیں دیں تا کہ یہ جو ہمارے موجودہ بچے ہیں۔ ہوتا یہ تھا کہ لوگ اپنی مرضی سے جاتے تھے یونیورسٹیوں میں admission لیتے تھے اور BEEF ان کو اپنی مرضی سے funds دیتے تھے۔ ہم نے کہا نہیں۔ کیونکہ وہ اس white collar family سے تعلق رکھتے ہیں، وہ برداشت کر سکتے ہیں، یہ بچے جو ہمارے جاتے ہیں یہ اُن fees کو afford نہیں کر سکتے۔ تو جو پیسے ہیں وہ ہمیں دیئے جائیں تا کہ ہم یہ جو بچے scholarship پر جا رہے ہیں اور جن کی ابھی cancel ہو رہی ہیں تو ہم ان کو وہ پیسے منتقل کریں۔ اور ہم نے directorate of colleges کی ایک team بنائی ہے جو ہر مہینے ان تمام universities جہاں جہاں سے بچے ہمارے scholarship پر جاتے ہیں ہر مہینے کی level پر ہم نے ان سے کہا ہے کہ ان سے رابطہ کریں، ان کے مسائل ہیں، ان کے issues ہیں جو کچھ بھی ہوگا وہ ایک مفصل report بنا کر ministry کو پیش کریگی اور اس کے درمیان اگر کوئی issues ہوں گے تو انشاء اللہ ہم انکو بھی حل کر دیں گے۔ اسکے علاوہ کوئی supplementary ہے تو میں حاضر ہوں۔

جناب اسپیکر: جی، جی۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! شکریہ۔

جناب اسپیکر: اس پر میرے خیال میں آپ نہیں بول سکتے ہیں جو دلاوٗ نوٹس ہے۔

میر حمل کلمتی: point of order پر ہوں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: اچھا! point of order پر ہیں۔

میر حمل کلمتی: جی ہاں اسی حوالے سے ہوں لیکن point of order پر ہوں۔ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: اس پر تو point of order نہیں ہوگا۔ ویسے منسٹر صاحب نے تفصیل سے اس میں بتا دیا اور اس دن اختر لانگو صاحب بھی موجود تھے گورنر صاحب جب آئے تھے تو اسی سلسلے میں منسٹر صاحب

نے سخت اُس پر بات بھی کی ہے۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر یہ بچے ہمارے بچے ہیں۔

جناب اسپیکر: اس پر ہو گیا ہے، یہ ہو گیا۔

میر حمل کلمتی: strike پر ہیں۔

سردار یار محمد خان رند: سر point of order بنتا ہے تو مجھے rules آپ quote کریں کہ کس rules کے تحت point of order بنتا ہے مجھے بتا دیں۔ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں مگر مہربانی کر کے rules quote کیے جائیں۔

جناب اسپیکر: وہ حمل صاحب کا ہے۔ یہ اس پر minister صاحب نے بہت تفصیلی briefing دی گورنر صاحب کو۔ اور اس کے بعد یہاں پر آیا۔ یہاں پر بھی ہم نے بات کی کہ آپ کے ساتھ minister صاحب نے بات کی بلوچستان کا بہت ہی اہم issue ہے تو اس نے یقین دہانی کرادی کہ یہ میں اس سال ایسا کر کے جیسا بھی ہو جائیگا میں اس کو وہ کردوں گا اگلے سال جسطرح minister صاحب نے کہا اسی طرح یہ ساری باتیں ہوئی ہیں کہ اگلے سال پھر Balochistan government, Punjab government اور university مل کر اس میں کوئی لائحہ عمل طے کریں گے۔ بہت اچھا ایک دلاؤ نوٹس ہے۔ تو منسٹر صاحب نے اس پر تفصیل سے بات کی۔

جناب اختر لانگو صاحب اپنی توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب اسپیکر: وزیر صاحب تو نہیں ہیں کونسا محکمہ ہے؟۔QDA ہے۔

میر اختر حسین لانگو: اس کو پھر deffer کردیں جب منسٹر صاحبہ آجائے۔

جناب اسپیکر: ہاں اس کو deffer کر دیں Monday کو منسٹر پتہ نہیں آئیں گی یا نہیں آئیں گی next session میں کیونکہ وہ کورونا میں ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: کیونکہ جناب اسپیکر یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب اسپیکر: لیکن منسٹر نہیں ہے تو پھر۔

میر اختر حسین لانگو: کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اسکو deffer کرتے رہیں اور وہاں پر جب کام بھی مکمل ہو جائے اور وہ زمین بھی سرکار کی ہے لوگوں میں بندر بانٹ کر لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں کیونکہ منسٹر کورونا میں مبتلا ہیں۔ تو اگلی اس کو۔

میر اختر حسین لانگو: next session میں kindly منسٹر صاحبہ کو bound کر لیں تا کہ وہ آ جائے اس توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث ہو۔

جناب اسپیکر: وہ تو بھی کرونا میں admit ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: وہ 15 دن ہیں سر، گزر جائیں گے یہ پندرہ دن۔

جناب اسپیکر: اگر پہلے منسٹر صاحبہ آ گئیں تو ڈال دیں نہیں تو پھر اگلے سیشن میں۔

میر اختر حسین لانگو: ٹھیک ہے سر۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! ایک انتہائی اہم issue کی طرف گوادر میں اس وقت پچھلے کئی دنوں سے fishermen strike پر ہیں گورنمنٹ تو وعدے کرتی رہتی ہے انکا ایک genuine issue ہے جہاں پر port بن رہا ہے، جہاں گوادر port بنایا گیا ہے وہ واحد سمندر ہے جہاں پورے 12 مہینے fishing ہو سکتی ہے اور دنیا کی ہر اقسام کی fishing وہاں پر ہوتی ہے۔ تو وہاں پر ایک جیٹی ہوتی تھی جہاں fishermens کے landing point ہوتی تھی اب وہاں پر ایک روڈ بنا دیا گیا ہے expressway کے نام سے۔ دو سال پہلے گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ ہم دو تین مہینے میں کام شروع کرا دیں گے ان کے break water کا۔ آج دو سال گزر گئے پیسے بھی آ گئے ہیں ٹینڈر بھی ہو گیا۔ پتہ نہیں کن وجوہات کی بناء پر بار ہا ان لوگوں کو قسمیں وعدے دے کر یہ strike ختم کی جاتی ہے۔ اور ہر مہینے بعد وہ دوبارہ روڈ پر آ جاتے ہیں۔ تو ہم نہیں چاہتے کہ گوادر میں ایک پر امن ماحول جو چل رہا ہے، لوگوں کی نظریں گوادر پر ہیں، گوادر focus ہے۔ تو وہاں اس طرح کی چیزیں نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ مجبوراً خوامخواہ روڈ پر نہیں آتے ان گرمیوں میں نہیں بیٹھ سکتے وہ مجبوراً بار بار روڈ پر آ کر بیٹھتے ہیں صرف ایک break water کے لئے۔ دوسرا ان کا issue یہ ہے پورے ماہی گیری ڈسٹرکٹ میں احتجاج کر رہے ہیں illegal fishing کے حوالے سے۔ پچھلی سیشن میں بھی آپ کی توسط سے۔ تو kindly ان کو ذراء fisheries department کو اور GDA کو bound کریں کہ ان کا کام۔ کیونکہ وہاں fishermen الگ strike پر ہیں، زمیندار strike پر ہیں ان کی زمینیں ہیں کیونکہ settlement کا سلسلہ چلتا رہا آپ کو بھی پتہ ہے بلوچستان کی حالت یہاں قبائل کی زمینیں ہیں جبکہ موجودہ chief minister کا اپنا statement ہے میرے موبائل میں ہے کہ بلوچستان میں جتنی زمینیں

ہیں وہ اقوام کی ہیں جو یہاں پر رہنے والے قومیں ہیں اُن کی حد بندیاں ہیں پہلے سے تقسیم ہے اور گوادر کا سلسلہ یہ ہے کہ گوادر 47ء میں پاکستان میں شامل نہیں ہوا 58ء میں شامل ہوا۔ اور گوادر کو اومان سے خریدا گیا۔ اس کی حاکمیت خریدی گئی جو وہاں پر State property تھی اومان کے schools تھے roads تھے سرکاری دفاتر تھے صرف وہ ان کو دیئے گئے۔ لوگوں کی زمینیں ہیں خان سے پہلے بھی ان کی تھی جب خان نے گوادر دیا تھا اُنہی لوگوں کی تھی جب اومان تھا اس ٹائم بھی اُنہی لوگوں کی تھی وہاں پر ساری زمینیں حد بندیوں پر ہیں اب بہت ساری زمینیں سرکار کے نام پر کر دی گئی ہیں پھر وہ لوگ سرکاری افسران کے پاس گئے انہوں نے پھر انکے نام پر transfer کیا پھر یہ سلسلہ شروع ہوا پھر cancel ہوئے۔ ابھی آپ یقین کریں 700 ماہی گیر صرف نیب cases میں ہیں۔ اور 700 سے زیادہ زمینداروں کو نیب cases میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہے کہ کچھ دن پہلے بھی ایک port کے حوالے سے کچھ زمینیں cancel کی گئی ہیں۔ آیا گوادر کے لوگ آپ کے لوگ نہیں ہیں یا آپ لوگ نہیں چاہتے کہ گوادر آگے جائے؟۔ پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ لوگوں کی زمینیں جارہی ہیں ہر 15 منٹ بعد وہاں پر ایک check post ہے لوگوں کی عزت نفس بھی چلی گئی ہے ہمیں تو پتہ ہی نہیں ہے گوادر کے لوگ آ کر ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمارے نمائندے ہو آپ بیٹھے ہو اور یہ ساری چیزیں ہو رہی ہیں اور ہم بار بار اس فلور پر آ کر بات کرتے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اب پورا گوادر آ کر روڈ پر بیٹھ جائے۔ یہ گورنمنٹ کے لیے بھی اچھی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

میر حمل کلمتی: آپ دیکھیں گورنمنٹ کو تو کوئی فکر ہی نہیں ہے ہر طرف سے لوگ strike پر بیٹھے ہیں، students وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں 12 دن سے کوئی نہیں کسی نے نہیں پوچھا اُن کے پاؤں کے چھالے دیکھ لیں انکے موٹر سائیکلوں پر accident ہوئے کسی نے ambulance تک نہیں بھیجی اُن کی تو سرزمین تھی کسی نے بھی نہیں پوچھا۔ پنجاب کی تو دور کی بات ہمارے بچے تھے ہمیں پوچھنا چاہیے civil secretariat staff strike پر ہے۔ ہمارے اپنی گورنمنٹ کے دوست ہیں ہمارے بھائی ہیں گہرام بگٹی صاحب وہ اپنے district میں پتہ نہیں پوسٹوں کے حوالے سے strike پر ہیں۔ کل سنا ہے teachers strike پر جارہے ہیں سب سے اہم بات کوئٹہ میں آٹا نہیں ہے، آٹا، تندور سارے بند ہو گئے کوئٹہ میں۔ آٹا بھی نہیں ہے مارکیٹ میں۔

جناب اسپیکر: آٹا ہے۔

میر حمل کلمتی: آٹا بھی نہیں ہے۔نہیں ہے تندور بند ہو گئے پہلے تندور والوں کو۔

جناب اسپیکر: minister education صاحب نے بات کی تھی۔

میر حمل کلمتی: پہلے تندور والوں کو پانچ ہزار چار سو روپے 100 کلوگرام آٹا provide کیا جاتا تھا تو 260 گرام کی روٹی 20 روپے میں دیتے تھے اب نئے پاکستان والوں نے tiger force کوئی بنائی ہے اُس نے order کیے ہیں کہ prime minister کی سربراہی میں 25% مہنگائی کو کم کرنا ہے۔ مہنگائی کم کرنا ہے تو آٹے والے کو ریلیف دیں اب آٹے کی بوری اس وقت 7000 روپے کی ہے اور گورنمنٹ کہتی ہے 20 روپے میں جب پانچ ہزار چار سو کی بوری تھی 260 گرام کی روٹی 20 روپے میں دیتے تھے۔

جناب اسپیکر: یہ point of order ہے ایک گھنٹے سے؟۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر ختم کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر آج بھی کہتے ہیں کہ 7000 ہزار کا آٹا ہے 300 گرام کا 20 روپے میں بیچاروں کے پاس گیس نہیں ہے کوئٹہ میں سارے آٹے والوں سے آپ پوچھیں جن کے تندور ہیں وہ تین سلنڈر جلاتے ہیں ایک سلنڈر کی قیمت 1400 روپے ہے اس کو multipally کریں 4200 روپے۔گیس نہیں ہے۔کہاں سے بیچارے پورا کریں ظاہری بات ہے تندور بند ہو جائیں گے۔ آپ سے request ہے یہ سارے ایشوز ہیں یہ کیا سلسلہ چل رہا ہے ہر طرف پورے ملک میں opposition دھرنے پر ہے۔یہ کس طرح سسٹم چل رہا ہے کون چلا رہا ہے اسکے ذمہ دار کون ہیں؟

جناب اسپیکر: بس point of order بہت زیادہ ہو گیا۔

میر حمل کلمتی: اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے تاکہ عوام کو ریلیف۔

جناب اسپیکر: کیونکہ chief minister صاحب نہیں ہیں، fisheries minister, finance minister اگر آٹے کے بارے میں وضاحت دیں یہ کبھی کبھی آجاتے ہیں نہ تو اسی لیے دینا پڑتا ہے اسی لیے وہ بھی کبھی کبھی آتے ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): حمل صاحب نے گوادر کی fisherman کی بات کی۔ definitely ان کی بڑا genuine issue تھا۔اور Government of Balochistan نے Chinese Government کے ساتھ اور وفاق کے ساتھ چونکہ یہ expressway اُنہی کا یہ project ہے،ان کے ساتھ رابطہ کرکے ان کی جو وِزِل پیسج visal passage تھے اُس حوالے سے بھی بات کی۔اس کے علاوہ اُنکو ایک break water چاہیے تھا۔ تو اس میں پچھلی budget میں وفاقی اس

میں reflected ہے اور funds بھی آ چکے ہیں اور شنید میں یہ آیا ہے کہ وہ جو tendering process تھا اس میں شاید single-bider کی وجہ سے وہ بی پیپرا رولز جو اُن پر لاگو ہوتے تھے، تو اُس وجہ سے اُنکو اُنھیں cancel کرنا پڑا۔

جناب اسپیکر: آذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ مغرب کی آذان 6 بجکر 5 منٹ پر شروع ہوا)۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: جس وجہ سے اُس ٹینڈر کو انہیں کینسل کرنا پڑا۔ اور سنا ہے کہ وہ ٹھیکیدار صاحب جو ہیں وہ عدالت سے آج چلے گئے ہیں۔ اُنکا معاملہ جلد حل ہو جائیگا۔ اور بریک واٹر پر کام شروع ہو جائیگا۔ دوسری جو باقی issues اُنہوں نے بتائے ہیں۔ کچھ منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہیں۔ جس میں زمینوں کے حوالے سے اُنہوں نے بات کی۔ سلیم کھوسو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ issue بہت پرانا ہے۔ کیونکہ ابھی کچھ عرصے پہلے وہ بارہ ہزار ایکڑ زمین جو ہے وہ فُل کورٹ نے کینسل کر دی ہے۔ اسی طرح settlement کے بھی کچھ issues تھے۔ جو پچھلی گورنمنٹ نے کینسل کیئے۔ دوبارہ جو ہے اُنکو کرنے تھے۔ اسی گورنمنٹ میں کچھ settlement اور ہوئی تھی۔ جس جگہ پر وہ بھی جو ہے رُکی ہوئی ہیں۔ تو اُس پر definitely سلیم صاحب جو ہے اُس پر کام کریں گے۔ اور زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے جوٹرالنگ کی بات کی۔ وہ متعلقہ وزیر صاحب آئیں گے۔ وہ اُنکو ضرور تفصیلاً جواب دیں گے۔ تو میرا خیال ہے کہ حمل صاحب wait کریں جب تک وزیر صاحب آئیں گے تو اُن سے یا باقاعدہ سوال کریں یا جو کوئی اور کچھ لائیں۔

جناب اسپیکر: آپ باقاعدہ اس پر کوئی قرارداد لائیں۔ جی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب اسلم خان رئیسانی صاحب نے بسلسلہ علاج بیرونی ملک جانے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود خان لونی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت

کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نجی مصروفیات کی بنا رواں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اَسداللہ بلوچ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دُمڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب مٹھا خان کاکڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان لہڑی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نعیم بازئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ خان مری صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔یہ سارے رخصت پر ہیں؟۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بشریٰ رند صاحبہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹائیٹس جانسن صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔جی شکریہ سیکرٹری صاحب۔

جناب نصراللہ زیرے صاحب، رُکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے **تحریک التواء نمبر 1 موصول ہوئی۔** قواعد وانضباط

کاربلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر (1)75 کے تحت تحریک التواء نمبر 1 پڑھکر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 25 ستمبر 2020ء کو عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی پریس سیکرٹری اسد اللہ اچکزئی کو چمن سے کوئٹہ آتے وقت کچلاک سے آگے اغواء کیا گیا۔ جو تاحال بازیاب نہیں کرا سکے۔ اِس طرح بوستان ٹیلی کے مقام پر تاجر عمر خان سلیمانخیل کو بھی اغواء کیا گیا۔لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا تحریک التواء نمبر 1 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟۔ جوارا کین اسمبلی حق میں ہیں وہ اپنی نشست پر کھڑے ہوجائیں۔جی تحریک کو قاعدہ (2)75 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔لہٰذا جناب نصر اللہ زیرے صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 1 پیش کریں۔

نصر اللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر۔مَیں اسمبلی قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔تحریک یہ ہے کہ 25 ستمبر 2020ء کو عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی پریس سیکرٹری، اَسد خان اچکزئی کو چمن سے کوئٹہ آتے وقت کچلاک سے آگے اغواء کیا گیا۔ جو تاحال بازیاب نہیں کرایا جاسکے۔اسی طرح بوستان ٹلئی کے مقام پر تاجر عمر خان سلیمانخیل کو بھی اغواء کیا گیا تھا۔ لہٰذا اسمبلی کی آج کی کاروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التواء نمبر 1 پیش ہوئی۔لہٰذا تحریک التواء نمبر 1 کو مورخہ 26 اکتوبر 2020ء کی نشست پر بحث کیلئے منظور کیا جاتا ہے۔

غیر سرکاری قراردادیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب، قائد حزب اختلاف! اپنی قرارداد نمبر 87 پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! قرارداد نمبر 87۔ ہرگاہ کہ گزشتہ دنوں وفاقی حکومت کی جانب سے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے بلوچستان اور سندھ کے ساحلوں پر واقع جزائر کو اپنی تحویل/قبضے میں لیا گیا ہے۔ جو نہ صرف آئین کی آرٹیکل 172 اور (4)239 کی خلاف ورزی بلکہ صوبوں کے وسائل پر جبراً قبضے کے مترادف ہے۔جس کی وجہ سے صوبہ کی عوام میں شدید بے چینی اور احساس محرومی پائی جاتی ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مذکورہ صدارتی آرڈیننس کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کو یقینی بنائے تاکہ صوبوں کے جزائر صوبوں کے دائرہ اختیار میں رہیں۔اور ساتھ ہی عوام میں پائی جانے والی شدید بے چینی اور احساس محرومی کا ازالہ بھی ممکن ہوسکے۔ جناب اسپیکر!۔۔۔

جناب اسپیکر: جی۔ایک منٹ ابھی پیش ہوئی ہے۔ابھی اس پر بحث ہوگی۔قرارداد نمبر 87 پیش ہوئی۔ کیا محرک اسکی feasibility پر بات کریں گے؟۔

قائد حزب اختلاف: بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ایک صدارتی آرڈیننس 2020-9-02 کو پاس ہوا ہے۔جس کا نام ہے island development athority ordinance,11/2020۔ایک ماہ تک جناب اسپیکر! اس آرڈیننس کو ایسے ہی رکھا گیا۔اور ایک ماہ کے بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ پریزیڈنٹ آرڈیننس جاری ہوا ہے سب سے پہلی بات تو جناب اسپیکر صاحب! یہ ہے کہ نہ اس ملک میں ایمرجنسی ہے۔ نہ آئین معطل ہے۔ ادارے functioning ہیں۔ سینٹ اپنی جگہ پر functional ہے۔قومی اسمبلی اپنی جگہ پر functional ہے۔ چاروں صوبائی اسمبلیاں ہیں۔صدارتی آرڈیننس کی ضرورت کیا تھی؟۔اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ صدارتی آرڈیننس بذات خود illegal اور unconstitutional ہے۔مناسب تو یہ تھا کہ قانون سازی ہمیشہ پارلیمنٹ کے ذریعے کیجاتی ہے۔اور یہ پارلیمنٹ کے ذریعے ہوتی تو یہاں ہمیں قرارداد پیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔میری گزارش یہ ہے کہ اس پوائنٹ کو جناب نوٹ کرلیجئے کہ اس کا initiate کرنا ہی آئین کی خلاف ورزی ہے۔اور یہ ایک انتہائی غلط قدم اٹھایا گیا ہے۔اور دوسری بات یہ ہے جناب کہ اس عمل سے جب پورا جمہوری سسٹم functioning ہے۔ اور صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قانون بنایا جاتا ہے۔ یہ پارلیمنٹ کی بے توقیری ہے۔ پارلیمنٹ کی جو قدر ہے، جو عزت ہے، اُسکو پامال کیئے جانے کے مترادف ہے۔جناب اسپیکر! یہ جو آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے۔ مَیں جناب کی توجہ آرٹیکل 172 of the constituion کی طرف دلاتا ہوں جناب۔اس میں انتہائی وضاحت کے ساتھ یہ قرار دیا گیا ہے کہ جناب آرٹیکل 172 کا subject ہے:

<u>Ownerless Property.</u>

Any property which has no rightful owner shall if located in a province vest in the government of that province and in every other case in the federal government.

اب ہمارے بلوچستان میں تو لاکھوں ایکڑ زمین ہے جو لوگوں کی ملکیت ہے۔even اگر گوادر کو لے لیجئے۔ انکے نمائندے یہاں تشریف فرما ہیں۔بہت کم تعداد میں زمین جو ہے وہ ریونیو ریکارڈ میں ہے اندراج اُسکا۔ اُس میں فیڈرل گورنمنٹ کا بھی معلوم ہے۔ پراونشل گورنمنٹ کا بھی معلوم ہے۔اور لوگوں کا بھی معلوم ہے۔بقیہ

تمام زمینیں وہاں کے اقوام کی ہیں۔اور وہ اقوام اب بھی جناب اسپیکر! اُن زمینوں کو آباد بھی کرتے ہیں۔کاشت بھی کرتے ہیں۔اُنکی ملکیت بھی ہے۔اور جو قومیں وہاں آباد ہیں اُنکو پتہ بھی ہے کہ یہ فلاں قوم کی زمین ہے۔یہ فلاں قوم کی زمین ہے۔ایک دوسرے کی زمینوں کے قریب بھی وہ نہیں جاتے۔تو constitution یہ کہتا ہے کہ اگر ایسی زمین ہے۔اگر یہ دیکھا بھی جائے جو یہ جزیرے، islands ہیں۔اگر اِنکا اندراج گورنمنٹ آف بلوچستان کے نام نہیں بھی ہے۔تب بھی constitution یہ کہتا ہے کہ یہ اس صوبے کی ملکیت ہے۔اور دوسری صورت یہی ہے کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ کے نام اُسکا اندراج ہے۔تو پھر فیڈرل گورنمنٹ کی بات کی جاسکتی ہے۔لیکن چونکہ کوئی اندراج نہیں ہے۔لہٰذا اس آرٹیکل 172 کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔اور یہ آرڈیننس کالعدم قرار دیئے جانے کے قابل ہے۔ اسکی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دوسرا آرٹیکل ہے جناب اسپیکر صاحب! آرٹیکل 239۔اس میں جناب! یہ آرٹیکل 239 ہے: Sub-clause 04 :

A Bill to amend the constitution which would have the affect of altering the limits of a province shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that province by votes of not less than two third of the total membership.

اب اگر اِنہوں نے اپنے نام کرنا بھی ہے۔تو constitution یہ کہتا ہے کہ یہ اُس پراونشل اسمبلی میں یہ بات آئیگی۔اور پراونشل اسمبلی میں یہ discuss ہوگا۔اگر صدارتی آرڈیننس کا ڈیمانڈ بھی ہے۔تو two-third majority سے اگر یہ اسمبلی میں پاس ہوتا ہے۔تب صدارتی آرڈیننس کے ذریعے یہ amendment ہوسکتی ہے یا صدر کوئی آرڈیننس جاری کرسکتا ہے۔ جناب ! بلوچستان کے صوبے کو تو پتہ بھی نہیں ہے۔ نہ بلوچستان کی حکومت کو شاید اس بات کا پتہ ہو کہ ہمارے island پر قبضہ ہو رہا ہے۔اور انکو وفاق اپنی تحویل میں لے رہا ہے۔اور یہ جو island development authority بنائی جارہی ہے۔اس کا ہیڈکوارٹر اسلام آباد ہوگا۔ بلوچستان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔اور بلوچستان کی اس زمین کو یہ استعمال کریں گے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔بلوچستان کے صوبے کے ساتھ زیادتی ہے۔اور سب سے بڑھکر یہ کہ پوچھے بغیر جو قانونی اور آئینی تقاضے پورے کیئے بغیر یہ انتہائی ایک قدم اٹھایا گیا ہے۔اس لیئے میری گزارش ہے کہ میری قرارداد کو پزیرائی دی جائے۔اور مَیں تمام اراکین کی خدمت میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم سب کا ایک مشترکہ معاملہ ہے۔اسکی منظوری دیجائے۔بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ ملک سکندر صاحب۔ جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: شکریہ جناب اسپیکر! یہ انتہائی اہم قرارداد ملک صاحب نے پیش کی ہے۔ جناب اسپیکر یہ جزائر جو ہیں island آپ کو پتہ ہے یہ ہمارے breeding-sites ہیں۔ ایک طرح سے مچھلی کی اس کو نرسری آپ کہہ سکتے ہیں، اِن پہاڑوں کے ساتھ مچھلی کی افزائش ہوتی ہے۔ اور یہ صرف Island نہیں ہے بلکہ مَیں نے جو سنا ہے ہمارے جتنے بھی گریکس greeks ہیں اُن کو بھی فیڈرل گورنمنٹ اسی نوٹیفکیشن کے ساتھ گڈانی میں دو تین greeks۔ دو greeks ہیں اُسمیں logistics میں گوادر میں کلمت greeks بلوچی کا ہمارے اپنی زبان میں اُس کو اُور کہتے ہیں۔ اسی طرح گوادر میں جیونی کے سائیڈ پر جتنے بھی best sites ہیں ہمارے یہ فیڈرل گورنمنٹ لیجانا چاہتی ہے اُس کی وجہ اور اِس کا سب سے بڑا نقصان جو ہے وہ ہمارے ماہی گیروں کا ہوگا کیونکہ دیکھیں نہ ہر طرف سے آپ اُن کا گھیراتنگ کررہے ہیں کبھی فیڈرل گونمنٹ کبھی صوبائی گورنمنٹ۔ ابھی lobester کا سیزن ہے اس وقت۔ lobester آپ کو پتہ ہے پہاڑ کے جو پتھر ہیں اُنہیں کے ساتھ اِس کی افزائش ہوتی ہے اور دنیا میں نایاب ہیں۔ اور دنیا کی سب سے best lobester وہ ہماری کوسٹل لائن پر ہیں گوادر کے ہیں۔ ابھی تو پہاڑوں کی طرف لوگ جا بھی نہیں سکتے ہیں سیکورٹی کی وجہ سے، بارہا ہم کہہ رہے ہیں کہ بھئی سیزن ہے لوگوں کو چھوڑا جائے تا کہ وہ جا کے۔ اور سب سے مہنگی sea food بھی lobester ہے جو اُس کی per kg ہزاروں کے حساب سے ہے۔ اور ملتی بھی کم ہے۔ یہ دو، دودانے اِس پہاڑ کے نیچے اُس پہاڑ کے پتھر نیچے مچھیرے بیچارے خوار ہو کر اُس کو پکڑتے ہیں۔ تو یہ سارے جتنے بھی Island ہیں چاہے بلوچستان کے ہوں، سندھ کے بھی ہوں، یہ ہماری پراپرٹی ہیں۔ یہ ہماری گورنمنٹ آف بلوچستان اور گورنمنٹ آف سندھ کی پراپرٹی ہیں۔ اور یہ ہمارے ماہی گیروں کی پراپرٹی ہیں۔ یہ اُنہوں نے سنبھالے ہوئے ہیں۔ اُنکی مچھلی کی افزائش بھی وہیں پر ہوتی ہے۔ اور دنیا کے best مچھلی بھی انہیں island اور greek کے ساتھ۔ جھینگا جس طرح Prawn ہے جب تک میٹھا پانی نہ آئے سمندر میں، اُس جگہ پر اُس کی افزائش ہوتی ہے تو مَیں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور یہ بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جنوری 2016ء کو گورنمنٹ آف بلوچستان نے رولز میں ایک amendment کی تھی۔ اور اُس میں واضح نوٹیفکیشن بلکہ اُنہوں نے notify کیا ہوا ہے، اسمبلی اس کو check کرسکتی ہے کہ بھئی نوٹیفکیشن میں یہ ہے کہ Astola Island جس طرح ہمارا سب سے بڑا جو Island ہے بلوچستان کوسٹ میں وہ Astola-island (استولا آئی لینڈ) ہے۔ وہ باقاعدہ اُس نوٹیفکیشن میں واضح ہے کہ بلوچستان کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس کی

development کریگی۔ اُس کے under اُس کو دیا ہوا ہے۔ تو ایک چیز جو ہماری ہے۔ ہماری پراپرٹی ہے۔ اور ہمارے آئی لینڈوں کو فیڈرل گورنمنٹ، جس طرح ملک صاحب نے آرٹیکل کا حوالہ دیا اُس میں بھی واضح ہے کہ ہمارے 129 اور 239 اُس کی واضح خلاف ورزی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ جبری طور پر صدارتی آرڈیننس کے ذریعے اُس کو نہ لیا جائے۔ جبکہ یہ صوبہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کا صوبہ ہے اُس کے حوالے ہیں۔ چاہے سندھ ہو، چاہے بلوچستان ہو، بلوچستان میں کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی پہلے سے بنی ہوئی ہے۔ اور یہ سب اس کے دائرہ اختیار میں آتا ہے کہ کوسٹل لینڈ کو کس طرح ڈویلپمنٹ کرنی ہے۔ اسی طرح سندھ کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے۔ اُس کے under آتی ہے۔ جبکہ ہمارے پاس اتھارٹیز خود موجود ہیں۔ میں نے یہ سنا بھی ہے کچھ ٹائم پہلے پچھلی حکومت میں جب آپ وزیراعلیٰ تھے تو آپ کا بھی plan تھا کہ اس کو کس طرح سے develop کریں اور کس طرح سے اِن میں بہتری لائیں تا کہ ماہی گیر اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں یہ ہمارے صوبے کی پراپرٹی ہے۔ ہم اس آرڈیننس کی پُرزور مخالفت کرتے ہیں اور ضرورت پڑی تو ہم اس کے لئے کورٹ جائینگے۔ کیونکہ گوادر کے ماہی گیر لوگ اس پر جانے کیلئے تیار ہیں۔ اور ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں ہمارا نام بھی شامل کریں اس کو مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے ۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر! کورم کی نشاندہی کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی میرے خیال میں نماز کا وقفہ کرتے ہیں 20 منٹ وقفہ۔

(وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب اسپیکر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: کورم پورا نہیں ہے، کورم پورا کرنا پڑیگا۔ 5 منٹ کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(کورم کی گھنٹیاں بجادی گئیں)

جناب اسپیکر: السلام وعلیکم۔ کورم کا chance نہیں ہے گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے لیکن آج پرائیویٹ ڈے ہے۔ میرے خیال میں اس کو بعد میں دیکھیں۔ کیا کریں اس کو جو یہ continue ہے، سیکرٹری صاحب کیا کرسکتے ہیں۔ ہاں! اِس کو 29 اکتوبر 2020ء کے لئے deffer کر دیتے ہیں ۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 26 اکتوبر 2020ء بوقت شام 4:00 بجے کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)